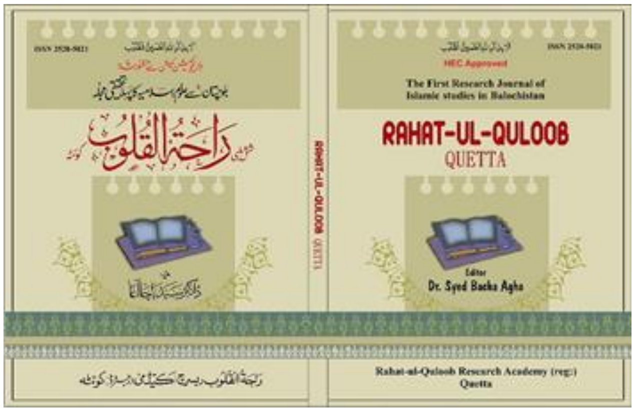

OPEN ACCESS

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

RAHAT-UL-QULOOB
Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869
Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**
Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.
Website: www.rahatulquloob.com
Approved by Higher Education Commission Pakistan
Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

مسلم خاندان اور اس کی قرآنی بنیادیں

Muslim Family and Its Qur’anic Foundations

AUTHOR

Dr. Umair Mahmood Siddiqui, Assistant Professor,
Department of Islamic Learning, University of Karachi, Pakistan.
Email: umairms@uok.edu.pk

How to Cite: Dr. Umair Mahmood Siddiqui. (2025). URDU: مسلم خاندان اور اس کی قرآنی بنیادیں: Muslim Family and Its Qur’anic Foundations. *Rahat-Ul-Quloob*, *9*(1), 17-31. Retrieved from https://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/464

http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/464
Vol. 9, No.1 || January–June 2025 || URDU-Page. 17-31
Published online: 02-02-2025

مسلم خاندان اور اس کی قرآنی بنیادیں

Muslim Family and Its Qur’anic Foundations

عمیر محمود صدیقی

ABSTRACT

The Qur’an is the final and complete revelation revealed to the Seal of the Prophets, Muhammad (peace be upon him). It has been preserved, word for word, in its original form as it was revealed. The Glorious Qur’an exerts a profound influence on the structure of the family, culture, and intellectual orientation of every individual in society. Whether one believes in God or denies His existence, affirms prophethood or rejects it, accepts the Day of Resurrection or denies it, and whether one defines good and evil based on divine revelation or solely through rational inquiry and scientific methodology—each of these choices fundamentally transforms one’s family system, cultural values, and worldview. Islam, therefore, presents its own epistemological framework that reshapes all dimensions of human life. This article seeks to explore in detail the Qur’anic foundations laid down by Allah for the establishment and sustenance of Muslim families across all ages. Furthermore, it examines how, by distancing ourselves from both Western liberalism and extremist ideologies, we can face the challenges of the modern era and lead an authentically Islamic family life.

Key words: Qur’anic Foundations, Muslim Family, Revelation, Epistemology, Modern Challenges.

منکرین وحی، عقل اور علم بالحواس پر تنقید کے ساتھ سائنسی منہج کی بنیاد پر خیر اور شر کے تعین کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ قوم جو توحید ،رسالت اور عقیدہ آخرت پر ایمان رکھتی ہے اور اپنے انفرادی واجتماعی تمام شعبہ ہائے زندگی میں ہدایت کا سرچشمہ وحی الٰہی کو قرار دیتی ہے ان کا معاشی ، سیاسی ،دفاعی، عدالتی، سماجی اور خاندانی نظام ان اقوام سے یکسر مختلف ہو گا جو منکر وجود باری تعالیٰ ہوں ،لذتیت اور نفسانی خواہشات کی تکمیل ان کی زندگی کا نصب العین ہو، 'غیر مخلوق 'انسان کو انسان پرستی کی دعوت دیتے ہوئے مرکز کائنات قرار دیتے ہوں اور خیر و شر کا تعین عقل پرستی اور ہوائے نفس کے معیار پر کرتے ہوں۔ مثالی ریاست میں اشتمال نسواں کے تصور کے ساتھ خاندانی نظام کی بنیاد 'مشترکہ بیوی'، 'مشترکہ شوہر' اور 'مشترکہ اولاد' پر رکھنا[1]، جدید معاشروں میں محرم رشتوں اور ہم جنس کے مابین شادیوں کو قانونی جواز دینا، Total Fertility Rate کا کم ترین سطح پر آجانا[2] اور خاندانی نظام کا تباہی اور بربادی سے دوچار ہونا، اللہ اور اس کے رسولوں علیہم السلام کی تعلیمات سے اعراض کے نتائج ہیں جس کا مطالعہ ومشاہدہ قدیم اور جدید معاشروں میں کیا جاسکتا ہے۔ اہل اسلام خیر و شر کا تعین وحی الٰہی کی بنیاد پر کرتے ہیں جسے قرآن مجید کی صورت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا۔ قرآن مجید اللہ کا آخری کلام، مہیمن، ہدایت اور 'العلم' ہے۔ اخلاق قرآن کی عملی صورت محمد رسول اللہ ﷺ کا اسوۂ حسنہ اور سنت ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ کی قسم بھی اٹھائی[3] اور اسوۂ حسنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا[4]

ترجمہ: فی الحقیقت تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات) میں نہایت ہی حسین نمونۂ (حیات) ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملنے) کی اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی امت دعوت کے علاوہ امت اجابت دنیا میں سب سے زیادہ تعداد میں ہے[5]۔ شرق تا غرب، شمال تا جنوب دنیا کے اطراف واکناف میں مسلمان بکھرے ہوئے ہیں اور ہر لمحہ شہادتین کی صدا عالم دنیا میں گونجتی رہتی ہے۔ مسلم معاشرت اور مسلم خاندان دور استعمار کے بعد سے مسلسل زوال پذیری کا شکار ہیں۔ دور استعمار سے ہمارے ہمہ جہتی زوال کا تسلسل تیزی سے جاری ہے اور اس پستی سے بالائی کی طرف جانے کا وسیلہ صرف اور صرف قرآن مجید ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

" أما إني قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: " ألا إنها ستكون فتنة ". فقلت ما المخرج منها يا رسول الله قال: "كتاب الله فيه نبأ ما كان قبلكم وخبر ما بعدكم وحكم ما بينكم وهو الفصل ليس بالهزل من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى في غيره أضله الله وهو حبل الله المتين وهو الذكر الحكيم وهو الصراط المستقيم هو الذي لا تزيغ به الأهواء ولا تلتبس به الألسنة ولا يشبع منه العلماء ولا يخلق على كثرة الرد ولا ينقضي عجائبه هو الذي لم تنته الجن إذ سمعته حتى قالوا (إنا سمعنا قرآنا عجبا يهدي إلى الرشد فآمنا به) من قال به صدق ومن عمل به أجر ومن حكم به عدل ومن دعا إليه هدى إلى صراط مستقيم " .[6]

ترجمہ: میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: خبردار! ایک فتنہ ضرور آئے گا۔ تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس سے نجات کا راستہ کیا ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی کتاب (قرآن)! اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں ہیں، تمہارے بعد آنے والوں کی خبر بھی اسی میں ہے، اور تمہارے درمیان فیصلے کرنے کا معیار بھی یہی ہے۔ یہ ایک فیصلہ کن کلام ہے، مذاق کی بات نہیں۔ جو کوئی جابر اس کو چھوڑے گا، اللہ اسے توڑ دے گا۔ اور جو اس کے علاوہ کہیں اور سے ہدایت چاہے گا، اللہ اسے گمراہ کر دے گا۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، یہ حکمت بھرا ذکر ہے، یہی سیدھا راستہ ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کی وجہ سے خواہشات میں کجی نہیں آسکتی، نہ اس کی وجہ سے زبانیں التباس کا شکار ہوتی ہیں، علماء کبھی اس سے سیر نہیں ہوتے، کثرتِ تکرار سے یہ پرانا نہیں ہوتا، اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہی وہ کتاب ہے کہ جب جنات نے اسے سنا تو یہ کہے بغیر نہ رہ سکے: "ہم نے ایک عجیب قرآن سنا، جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے، تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔" [الجن: 1-2] جو اس کے مطابق بات کرے وہ سچ کہتا ہے، جو اس پر عمل کرے اسے اجر ملتا ہے، جو اس کے مطابق فیصلہ کرے وہ عدل کرتا ہے، اور جو اس کی طرف بلاتا ہے، وہ سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے۔"

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کی نجات قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے میں ہے۔ لہذا وہ لوگ جو مسلم معاشرت اور عائلہ کو مغربی تہذیب پر قیاس کرتے ہوئے آزادی، مساوات، عقل پرستی اور انسان پرستی کی بنیاد پر پروان چڑھانا چاہتے

ہیں انہیں اس حدیث شریف سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ایک مقام پر رسول اللہ ﷺ کے قیامت کے دن ایک قول کا ذکر اس طرح فرمایا:

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا [7]

ترجمہ: اور رسولِ (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرض کریں گے: اے رب! بیشک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی چھوڑ رکھا تھا۔

اسلامی نظریہ حیات اور معاصر مسلم خاندان

مسلمان دنیا کے مختلف خطوں میں آباد ہیں جہاں اکثر مقامات پر قرآن وسنت سے دوری کی وجہ سے مسلم معاشرت اور مسلم عائلی نظام تباہی سے دوچار ہے۔ مسلم معاشرتوں اور مسلم خاندانوں کے دم توڑنے کی بڑی وجہ مسلم مفکرین اور اہل علم کا مسلمانوں کے خاندانی نظام کے عملی پہلوؤں کی طرف سے عدم توجہی برتنا ہے۔ عمومی طور پر مسلمان دانشور اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ جب تک اسلامی ریاست قائم نہیں ہو گی اس وقت تک مسلم خاندان اور معاشرت عصر جدید میں قائم نہیں رہ سکتے۔ اس کے نتیجے میں وہ اپنی تمام تر کاوشوں کا مرکز پوری دنیا میں اسلامی ریاست کے قیام کو بنا لیتے ہیں اور مسلم خاندان عصر جدید میں نظر انداز ہو جاتا ہے۔ غیر اسلامی ملک میں اسلامی معاشرت کا وجود ممکن ہے جہاں مسلم خاندان اپنی عبادات، معاملات، امور عائلہ اور معاشرت کو قرآنی بنیادوں پر قائم رکھ سکتے ہیں۔ اس امر سے غفلت کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ممالک جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کی نسلیں تیزی سے ارتداد والحاد کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ [8]

سولھویں صدی عیسوی سے بیسویں صدی کے وسط تک کا دور یورپی اور روسی استعمار کا وہ دور ہے جس میں اس کرہ ارض پر موجود تمام ہی مسلم ریاستوں کو غلام بناتے ہوئے ان کے وسائل پر قبضہ کر لیا گیا، تعلیمی نظام کو کفر کے قالب میں ڈھالا گیا، زبان کو تبدیل کیا گیا اور سماجی و معاشرتی نظام کو تہہ وبالا کر دیا گیا۔ 1857ء میں مغلیہ سلطنت کے زوال اور سلطنت عثمانیہ کے ۱۹۲۳ء میں سقوط کے بعد سے تاحال امت مسلمہ میں تقسیم، جغرافیائی تبدیلیوں اور ٹوٹ پھوٹ کے عمل کا سلسلہ جاری ہے۔ سیاسی اور معاشی غلامی کے اس دور میں یہ توقع کرنا عبث ہے کہ عالمی معاہدات کی موجودگی میں فوری طور پر کسی آزاد اسلامی ریاست کا عملی قیام ممکن ہے۔ اس لئے مسلمان اہل علم ودانش کو چاہیے کہ وہ بجائے اس کے کہ اپنی تمام تر توجہات کا مرکز محض 'اسلامی ریاست' کے قیام کو بنائیں بلکہ وہ پوری دنیا میں سسکتی اور دم توڑتی ہوئی مسلم معاشرتوں اور خاندانوں کو تقویت دیں اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں قرآنی بنیادوں پر مبنی وہ تعلیمات متعارف کروائیں جن کو اختیار کرتے ہوئے دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلم عائلہ اور اسلامی طرز حیات کو محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ تعلیمات اسلامیہ میں عبادات، معاملات، خاندان اور معاشرت سے متعلق احکامات پر براہ راست عمل کے لئے ریاست کے قیام کی ضرورت لازمی طور پر نہیں ہوتی جبکہ قضاء، ادب القضاء، جنایات اور سیر وفقہ دولی کے لئے ریاست کا قیام ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے اسلامی طرز حیات اور معاصر مسلم خاندانوں کی حفاظت کے لئے قرآنی بنیادوں پر مبنی اصولوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ان چھوٹی چھوٹی اسلامی تجربہ گاہوں میں اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ اس کے فوائد کو سمیٹا جا سکے۔

خاندان

مسلم خاندان مرد و عورت کے نکاح شرعی پر مبنی جائز تعلق کی صورت میں وجود میں آتا ہے۔ مسلم مرد و عورت کے باہمی ملاپ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد مسلم خاندان کے پروان چڑھنے اور مضبوط ہونے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تفصیلی طور پر ان قرآنی بنیادوں کا ذکر فرمایا ہے جن کو اختیار کرتے ہوئے مسلمان پوری دنیا میں عصر جدید میں اپنے خاندانوں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زوجین کو ایک دوسرے کے لیے 'لباس' قرار دیا ہے۔ گویا کہ جس طرح لباس انسان کی خوبصورتی میں اضافہ کرتا ہے، موسمی اثرات سے محفوظ رکھتا ہے، جسم کے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے اور انسانی وجود کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اسی طرح زوجین کا رشتہ بھی ایک دوسرے کے لیے لباس کے مثل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے حکم شرعی کے بارے میں فرمایا:

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا [9]

ترجمہ: اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لئے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے)، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں، یہ بات اس سے قریب تر ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔

مسلم خاندان کا سربراہ مرد ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے مسلم خاندان کی حفاظت اور مالی اخراجات اٹھانے کا ذمہ دار بنایا ہے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں ایک فرد کو دوسرے فرد پر فوقیت جنس کی بنیاد پر نہیں بلکہ رشتوں کی حرمت کے باعث عطا فرمائی ہے۔ باپ اور بیٹی کے رشتے میں باپ زیادہ لائق تعظیم ہے جبکہ بیٹے کی جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ قرآن حکیم نے میاں بیوی کے رشتے میں شوہر کو قوامیت عطا کی ہے تاکہ عورت کی حفاظت کے ساتھ ساتھ وہ گھریلو امور کو بیوی کی مشاورت کے ساتھ بجالا سکے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ ۚ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ [10]

ترجمہ: مرد عورتوں پر محافظ و منتظِم ہیں اس لئے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے اموال خرچ کرتے ہیں، پس نیک بیویاں اطاعت شعار ہوتی ہیں شوہروں کی عدم موجودگی میں اللہ کی حفاظت کے ساتھ (اپنی عزت کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔

مسلم خاندان کی اسلامیت کو برقرار رکھنے کے لئے قرآن مجید میں ان محارم رشتوں کا تفصیلی بیان کر دیا گیا ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا[11]

ترجمہ: تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری (وہ) مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری رضاعت میں شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں (سب) حرام کردی گئی ہیں، اور (اسی طرح) تمہاری گود میں پرورش پانے والی وہ لڑکیاں جو تمہاری ان عورتوں (کے بطن) سے ہیں جن سے تم صحبت کر چکے ہو (بھی حرام ہیں)، پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر (ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنے میں) کوئی حرج نہیں، اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں (بھی تم پر حرام ہیں) جو تمہاری پشت سے ہیں، اور یہ (بھی حرام ہے) کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرو سوائے اس کے کہ جو دورِ جہالت میں گزر چکا۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی طرح مسلم عائلہ اور اسلامی تہذیب کی حفاظت کے لئے مسلم مرد کا مشرکہ عورت سے اور مسلمان عورت کا مشرک مرد سے نکاح حرام کردیا گیا۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ [12]

ترجمہ: اور تم مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح مت کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں، اور بیشک مسلمان لونڈی (آزاد) مشرک عورت سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلی ہی لگے، اور (مسلمان عورتوں کا) مشرک مردوں سے بھی نکاح نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں، اور یقیناً مشرک مرد سے مؤمن غلام بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلا ہی لگے، وہ (کافر اور مشرک) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں، اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

جہاں تک اہل کتاب سے نکاح کا تعلق ہے تو نبی کریم ﷺ نے مسلم عورت کو تو اس کی عصمت اور صیانت کے پیش نظر کتابی مرد سے نکاح کرنے سے منع فرمادیا البتہ مسلمان مردوں کو اس کی اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ وہ کتابیہ سے اس شرط پر نکاح کر سکتے ہیں کہ وہ پاکدامن ہو۔ اللہ رب کریم نے ارشاد فرمایا:

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ [13]

ترجمہ: آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں، اور ان لوگوں کا ذبیحہ (بھی) جنہیں (اِلہامی) کتاب دی گئی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے، اور (اسی طرح) پاک دامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی (تمہارے لئے حلال ہیں) جب کہ تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو، (مگر شرط) یہ کہ تم (انہیں) قیدِ نکاح میں لانے والے (عفت شعار) بنو نہ کہ (محض ہوس رانی کی خاطر) اِعلانیہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے، اور جو شخص (اَحکامِ الٰہی پر) ایمان (لانے) سے انکار کرے تو اس کا سارا عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں (بھی) نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

مسلم خاندان کا وجود میاں بیوی کے رشتہ ازدواج میں بندھنے سے مکمل ہوتا ہے جبکہ اس کی حفاظت کے لئے قرآن وسنت میں تفصیلی احکامات دیے گئے ہیں۔ اسی طرح اگر یہ رشتہ ایک دوسرے کے حقوق وفرائض کو ملحوظ رکھتے ہوتے قائم نہ رہ سکے تو قرآن مجید نے اس صورت میں میاں بیوی کے اختلافات کا حل بہت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَن يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ وَإِن تُحْسِنُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا[14]

ترجمہ: اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ کرے تو ان پر گناہ نہیں کہ آپس میں صلح کر لیں اور صلح خوب ہے اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

صلح میں خیر ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات میں جب خارج سے کوئی اور مداخلت کرے تو معاملہ بننے کے بجائے بگڑ جاتا ہے۔ قرآن کا حکم یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق وفرائض پورے کریں۔ اگر عورت سرکشی کرے اور کسی بھی طرح سے اطاعت نہ کرے اور معاملہ سنگین حالت اختیار کرلے تو ایک فیصلہ کرنے والا لڑکی کی طرف سے اور ایک فیصلہ کرنے والا مرد کی طرف سے مقرر کیا جائے اور اس معاملہ کو گھر میں ہی حل کر لیا جائے اگر تب بھی بات نہ بن پائے تو طلاق یا خلع کی صورت میں تعلق ختم ہو جائے جسے قرآن نے کہا کہ اچھے طریقے سے روکے رکھو یا بہتر طریقے سے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا[15]

ترجمہ: اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا، بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ[16]

ترجمہ: پھر یا تو (بیوی کو) اچھے طریقے سے (زوجیت میں) روک لینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

ان تمام آیات مقدسہ سے یہ معلوم ہوا کہ چونکہ میاں اور بیوی کے رشتہ ازدواج میں بندھنے کی وجہ سے مسلم خاندان کی بنیاد پڑتی ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ طیبات اور طیبین کی طرف میلان رکھیں تاکہ ان کے ملاپ سے وجود میں آنے والی اولاد مسلم خاندانی نظام کی تقویت کا باعث بن سکے۔ اگر مسلمان مرد مشرکوں میں اور مسلمان عورتیں کافروں میں نکاح کریں گی تو یقینا مسلم خاندان تباہ و برباد ہو جائے گا۔ عصر حاضر میں بعض لوگ جدت پسندی کے باعث مسلمان عورت کو غیر مسلموں سے نکاح کی اجازت دیتے ہیں حالانکہ یہ حرام ہے اللہ رب العزت نے واضح طور پر اس بارے میں ارشاد فرمایا:

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ [17]

ترجمہ: نہ یہ (مومنات) اُن (کافروں) کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ (کفّار) اِن (مومن عورتوں) کے لئے حلال ہیں۔

علامہ محمد اسد نے اپنی کتاب 'The Road to Macca' میں اس حکم کی حکمت اپنے مشاہدہ کی بنیاد پر یہ بیان کی ہے کہ مسلمان تمام انبیاء کرام علیہم السلام بشمول حضرت سیدنا ابراہیم، سیدنا موسیٰ، سیدنا داؤد، سیدنا سلیمان، سیدنا عیسیٰ علیہم السلام، اور اہل کتاب کے برعکس بالخصوص اللہ کے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی مسلمان مرد کسی یہودی یا نصرانی عورت سے شادی کرلے تو وہ عورت اس بات کا اطمینان رکھ سکتی ہے کہ اس کے عقیدے کے مطابق جو مقدس ہستیاں ہیں ان کا ذکر اس عورت کے شوہر کے خاندان میں ہمیشہ ادب واحترام کے ساتھ کیا جائے گا۔ لیکن اگر کسی مسلمان لڑکی کی شادی غیر مسلم مرد سے کردی جائے تو یہ بات یقینی ہے کہ جس ہستی کو وہ خاتم الانبیاء علیہ السلام مانتی ہے ان کی بے حرمتی کی جائے گی بلکہ اس کی اولاد بھی اپنے باپ کے دین پر عمل کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت ورسالت کا انکار کرے گی۔ اس صورت میں مسلمان لڑکی شدید قلبی اور ذہنی تکلیف واضطراب کا شکار ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے پیش نظر ہی اس کو یہودی یا نصرانی مرد سے شادی کرنے سے منع فرمایا ہے۔[18]

والدین کے حقوق وفرائض

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک واحسان کو فرض قرار دیا ہے۔ انسان کا دنیا میں سب سے قریب ترین اور پختہ رشتہ اس کے والدین سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر والدین کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ [19]

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (نیکی کا) تاکیدی حکم فرمایا، جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف کی حالت میں (اپنے پیٹ میں) برداشت کرتی رہی اور جس کا دودھ چھوٹنا بھی دو سال میں ہے (اسے یہ حکم دیا) کہ تو میرا (بھی) شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ (تجھے) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا [20]

ترجمہ: اور آپ کے رب نے حکم فرمادیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو،

اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں "اُف" بھی نہ کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔

ایک اور مقام پر اولاد کو نصیحت فرمائی کہ وہ طریق انبیاء علیہم السلام کے مطابق اپنے والدین کے لئے دعا کریں:

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَن دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا [21]

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور ہر اس شخص کو جو مومن ہو کر میرے گھر میں داخل ہوا اور (جملہ) مومن مردوں کو اور مومن عورتوں کو، اور ظالموں کے لئے سوائے ہلاکت کے کچھ (بھی) زیادہ نہ فرما۔

اسی طرح اولاد کو چاہیے کہ اپنے والدین کے لئے عاجزی وانکساری کو اختیار کرتے ہوئے ان کے لئے دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے دعا اس انداز سے تعلیم فرمائی:

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا [22]

ترجمہ: اور ان دونوں کے لئے نرم دلی سے عجز وانکساری کے بازو جھکائے رکھو اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (رحمت وشفقت سے) پالا تھا۔

فرائض

قرآن مجید میں مطالبہ حقوق کے بجائے ایتائے حقوق پر زور دیا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں اولاد کے لیے والدین کے حقوق کو بیان کیا گیا ہے اسی طرح والدین کے فرائض بھی بیان کیے ہیں۔ والدین اور اولاد کے تعلق پر ہم اگلی بحث میں تفصیلی روشنی ڈالیں گے تاہم اس مقام پر اس آیت مبارکہ کے بیان پر ہی ہم اکتفاء کرتے ہیں۔ اللہ رب کریم نے ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ [23]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت مزاج طاقتور فرشتے (مقرر) ہیں جو کسی بھی امر میں جس کا وہ انہیں حکم دیتا ہے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام انجام دیتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلم عائلہ کی حفاظت کی ذمہ داری مسلم زوجین پر عائد کی ہے کہ وہ جس طرح مادی اعتبار سے اپنی اولاد کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کی کوشش کرتے ہیں ان پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کے دین کی حفاظت کریں اور انہیں ایسے اعمال سے بھی بچائیں جو انہیں جہنم کا ایندھن بنادیں اور وہ اللہ کے عذاب کے مستحق قرار پائیں۔

اولاد کے حقوق وفرائض

اولاد اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں سے سب سے عظیم نعمت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ میاں بیوی کے عقد نکاح شرعی میں بندھنے

کے بعد مسلم خاندان کی بنیاد پڑتی ہے اور اولاد کی نعمت کی صورت میں یہ مسلم خاندان پروان چڑھتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس اولاد کو تحفہ قرار دیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اہل ایمان اس طرح اللہ سے دعا کرتے ہیں:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا [24]

ترجمہ: اور (یہ) وہ لوگ ہیں جو (حضورِ باری تعالیٰ میں) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا دے۔

ایک اور مقام پر قرآن مجید میں اولاد کو بشارت اور خوشخبری کہا گیا۔اللہ رب العزت نے فرمایا:

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ [25]

ترجمہ: پس ہم نے انہیں بڑے بُردبار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی۔

اگر انسان کے پاس دنیا ومافیہا کی دولت ہو مگر وہ اولاد کی نعمت سے محروم ہو تو اس کی زندگی کا مقصد فنا ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اولاد کو دنیا کی زندگی کی زینت قرار دیا ہے:

الْمَالُ وَالْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِندَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا [26]

ترجمہ: مال اور اولاد (تو صرف) دنیاوی زندگی کی زینت ہیں اور (حقیقت میں) باقی رہنے والی (تو) نیکیاں (ہیں جو) آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے (بھی) بہتر ہیں اور آرزو کے لحاظ سے (بھی) خوب تر ہیں۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو اپنا تحفہ اور بشارت قرار دیا ہے وہاں اہل ایمان کو نصیحت بھی فرمائی ہے کہ کہیں وہ اولاد کی محبت میں اس قدر مبتلا نہ ہو جائیں کہ حلال و حرام کی تمیز بھلا بیٹھیں۔اولاد ایک بہت بڑی آزمائش ہے اگر والدین ان کی درست تربیت نہ کریں اور انہیں برے راستے کی تلقین کریں تو یہی اولاد والدین کے لئے جہنم میں جانے کا سبب بن سکتی ہے۔اسی لئے ارشاد ہوا:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ [27]

ترجمہ: تمہارے مال اور تمہاری اولاد محض آزمائش ہی ہیں، اور اللہ کی بارگاہ میں بہت بڑا اجر ہے۔

اسی بات کو ایک اور مقام پر اس طرح فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ [28]

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے اموال اور تمہاری اولاد (کہیں) تمہیں اللہ کی یاد سے ہی غافل نہ کر دیں، اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

اولاد والدین کے درمیان محبت اور مودت کا سبب بنتی ہے عموماً دو مسلم خاندانوں کی علیحدگی اور بربادی کی راہ میں بچے سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتے ہیں اسی لئے اولاد کو رحمت قرار دیا گیا ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

لِّقَوۡمٍ يَتَفَكَّرُونَ [29]

ترجمہ: اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم ان کی طرف سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی، بیشک اس (نظامِ تخلیق) میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔

اگر والدین ایمان کامل کے حاملین ہوں اور اپنی اولاد کو بھی حضور نبی کریم ﷺ کی محبت و عشق کے راستے پر گامزن کر دیں تو قیامت کے دن اللہ رب العزت اولاد کو اپنے والدین کی ایمان کے ساتھ اتباع و پیروی میں جنت میں ملا دے گا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ ۚ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ [30]

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے ایمان میں اُن کی پیروی کی، ہم اُن کی اولاد کو (بھی) (درجاتِ جنت میں) اُن کے ساتھ ملا دیں گے (خواہ اُن کے اپنے عمل اس درجہ کے نہ بھی ہوں یہ صرف اُن کے صالح آباء کے اکرام میں ہوگا) اور ہم اُن (صالح آباء) کے ثوابِ اعمال سے بھی کوئی کمی نہیں کریں گے، (علاوہ اِس کے) ہر شخص اپنے ہی عمل (کی جزا و سزا) میں گرفتار ہوگا۔

تربیت، تزکیہ، تادیب اور تعلیم

اسلامی تعلیم و تربیت کا نظام ان چار امور یعنی تربیت، تزکیہ، تادیب اور تعلیم سے مکمل ہوتا ہے۔ عمومی طور پر والدین اپنے بچے کی محض ظاہری تعلیم پر توجہ دیتے ہیں اور اس کی شخصیت کے جسمانی، روحانی، عقلی اور جمالیاتی پہلوؤں کو سنوارنے سے غفلت برتتے ہیں۔ مسلم خاندان چاہے دنیا میں کسی بھی خطے میں رہائش پذیر ہوا نہیں قرآن مجید کی بنیادوں پر اپنے بچے کی ان تمام پہلوؤں سے تربیت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ مغربی نظام تعلیم جس نے دور استعمار سے ہی ہماری نسلوں کی ذہنی تخریب کاری پر توجہ دے رکھی ہے، ہماری نسلوں کو ہماری روایات اور تہذیب سے کوسوں دور کر چکا ہے۔ لارڈ کرومر نے اس کا اعتراف ان الفاظ میں کیا:

England was prepared to grant eventual political freedom to all of her colonial possessions as soon as a generation of intellectuals and politicians, imbued through English education with the ideals of English culture, were ready to take over, but under no circumstances would the British Government tolerate for a single moment an independent Islamic state. (Lord Cromer, In Modern Egypt 1908) [31]

ترجمہ: انگلینڈ اس پر راضی تھا کہ جیسے ہی دانشوروں اور سیاستدانوں کی ایک ایسی نسل جس پر انگریزی تعلیم کا انگریزی تہذیب کے ساتھ رنگ چڑھا ہوا ہو نظام سنبھالنے کے لیے تیار ہوں تو اپنی تمام نو آبادیاتی ملکیتوں کو سیاسی آزادی عطا کر دے۔ لیکن کسی بھی قسم کے حالات میں برطانوی حکومت ایک لمحہ کے لیے بھی ایک آزاد اسلامی ریاست قبول نہیں کرے گی۔

مسلم خاندانوں کے سربراہ ان کے والدین ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کی عصری تعلیم کے ساتھ دینی خطوط پر تعلیم و تربیت کا بھی

اہتمام کریں۔ دین کا علم، حضور نبی کریم ﷺ کی محبت، تلاوت قرآن مجید، اسلامی تاریخ و روایات کا سکھایا جانا مغربی تہذیب کے زہر کا تریاق ہے۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

كنا نعلم مغازي النبي صلى الله عليه وسلم وسراياه كما نعلم السورة من القرآن [32]

ترجمہ: ہمیں نبی کریم ﷺ کے غزوات اور سرایا کے واقعات اسی طرح سکھائے جاتے تھے جیسے ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھائی جاتی تھی۔

مسلم خاندان کی مثال ایک ادارہ کی سی ہے جہاں نسلوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ اس لیے دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلم معاشرتیں موجود ہیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنی نسلوں کی عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم پر مکمل توجہ دیں تاکہ مغربی نظام تعلیم سے گزرنے کے باوجود وہ مسلمان رہیں اور ذہنی ارتداد کا شکار نہ ہو جائیں۔ آج جہاں بچوں کو اسکولوں اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ناچنے گانے کی تربیت کے ساتھ گناہوں کی بلا حجاب دعوت دی جاتی ہو انہیں ادب سکھانے اور ان کے تزکیہ نفس کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے حضرت سیدنا لقمان علیہ السلام کی وہ نصیحت جو آپ نے اپنے بیٹے ثاران کو فرمائی تھی انتہائی لائق توجہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَن تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ [33]

ترجمہ: اور (یاد کیجئے) جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے نصیحت کر رہا تھا: اے میرے فرزند! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا، بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے، اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (نیکی کا) تاکیدی حکم فرمایا، جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف کی حالت میں (اپنے پیٹ میں) برداشت کرتی رہی اور جس کا دودھ چھوٹنا بھی دو سال میں ہے (اسے یہ حکم دیا) کہ تو میرا (بھی) شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ (تجھے) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کی حقیقت) کا تجھے کچھ علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کرنا، اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھے طریقے سے ساتھ دینا، اور (عقیدہ و امورِ آخرت میں) اس شخص کی پیروی کرنا جس نے میری طرف توبہ و طاعت کا سلوک اختیار کیا۔ پھر میری ہی طرف تمہیں پلٹ کر آنا ہے تو میں تمہیں ان کاموں سے باخبر کر دوں گا جو تم کرتے رہے تھے۔ (لقمان نے کہا:) اے میرے فرزند! اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو، پھر خواہ وہ کسی چٹان میں (چھپی) ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں (تب بھی) اللہ اسے (روزِ قیامت حساب کے لئے) موجود کر دے گا۔ بیشک اللہ باریک بین

(بھی) ہے آگاہ و خبر دار (بھی) ہے۔اے میرے فرزند! تو نماز قائم رکھ اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور جو تکلیف تجھے پہنچے اس پر صبر کر، بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔اور لوگوں سے (غرور کے ساتھ) اپنا رخ نہ پھیر، اور زمین پر اکڑ کر مت چل، بیشک اللہ ہر متکبّر، اِترا کر چلنے والے کو ناپسند فرماتا ہے۔اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو کچھ پست رکھا کر، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کی یہ نصیحت انتہائی لائق توجہ ہے۔آپ نے اپنی نصیحت کا آغاز اپنے بیٹے کو "یا بنی" سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ والدین پر لازم ہے کہ اپنی اولاد کو وقت دیں اور وعظ و نصیحت کرتے رہیں۔اس کے ساتھ انہیں اپنی قربت کا احساس دلائیں تاکہ وہ ذہنی اور روحانی دوری کی وجہ سے اپنے مسائل کے بارے میں غیروں سے تبادلہ خیال نہ کریں۔اس محبت کے ساتھ جو بھی نصیحت کی جائے گی وہ یقیناً اثر انگیز ہو گی۔

1: سب سے پہلے اپنی اولاد کو اسلامی عقائد کی تربیت دیں۔شرک و کفر سے اجتناب کرنے اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی تلقین کریں اگر بچپن سے ہی والدین اپنی اولاد کو توحید و رسالت پر پختہ ایمان لانے کی تربیت دیں گے تو یقیناً مستقبل میں کسی بھی مقام پر پہنچ جائے اس کا ایمان متزلزل نہیں ہو گا۔

2: والدین اپنی اولاد میں کیفیت احسان پیدا کرنے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں میں چھپی ہوئی ہر شے کو جانتا ہے۔اس ذات اقدس سے کوئی شے چھپی ہوئی نہیں ہے۔وہ ہمارے دلوں میں گزرنے والے خیالات، وساوس، افکار و نظریات سب کچھ جانتا ہے۔اگر والدین شروع ہی سے اس پر توجہ دیں تو یقیناً وہ اپنی اولاد کی تنہائی کو پاک کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

3: اپنی اولاد کو نماز کا پابند بنائیں۔مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ والدین خود بھی نماز کے پابند ہوں۔نماز مسلم خاندان کو ظاہری اور باطنی پاکیزگی عطا کرتی ہے۔جب نماز ادا کرنے والا اپنے جسم کو حقیقی و حکمی نجاست سے پاک کرتا ہے، جگہ کو پاک رکھنے کا اہتمام کرتا ہے اور اپنے لباس کو پاک رکھتا ہے تو اس کے براہ راست اثرات اس کے باطن پر پڑتے ہیں جس کے نتیجے میں ایک نہایت ہی پاکیزہ خاندان وجود میں آتا ہے۔

4: سربراہان عائلہ پر لازم ہے کہ اپنے بچوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کی تربیت دیں۔یہ ایسا عمل ہے کہ وہ بچہ جو شروع ہی سے دوسروں کو نیکی کی دعوت دے گا اور برائی سے روکے گا وہ یقیناً خود بھی اپنے کردار کی حفاظت کرے گا۔اس سے بچوں میں نیکی اور بدی، گناہ اور ثواب اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی کا شعور پیدا ہوتا ہے۔

5: والدین عمومی طور پر بچے کو بدلہ لینا سکھاتے ہیں اور صبر کی تلقین نہیں کرتے۔یہاں تک کہ اگر وہ کہیں گر جائے اور غلطی بھی اسی کی ہو تو اس بے جان چیز کو مار مار کر بچے کو اپنا غصہ نکالنے کی تربیت دی جاتی ہے۔نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے روکنے کے عمل میں اہل ایمان کو تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔جس طرح حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو صبر کی تلقین فرمائی اسی طرح والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو صبر کی تلقین کریں تاکہ زندگی کی مشکلات پر اسے صبر کرنا آئے اور وہ سکون کی زندگی بسر کر سکے۔

6: بچوں میں انانیت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔والدین کی حمایت کی وجہ سے سن رشد تک پہنچ کر یہ بری خصلتیں پختہ ہو جاتی ہیں جس کے نتیجے میں خاندان اور معاشرہ دونوں ایسے افراد سے متاثر ہوتے ہیں۔مسلم خاندان کے سربراہ اپنی اولاد کو اپنی آواز نیچی کرنے، اپنی چال میں عاجزی

پیدا کرنے دوسروں سے خندہ پیشانی سے ملاقات کرنے اور تکبر نہ کرنے کی نصیحت کریں تاکہ ایسے مسلم خاندان کے زیر اثر تربیت پانے والا شخص عائلہ، معاشرے اور ریاستوں کے لئے بہتر فرد ثابت ہو سکے۔

نتائج

اس تمام تر بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلم معاشرت کی بقا کی بنیاد خاندان کو بنایا ہے اور خاندان کی تخلیق اور بقا سے متعلق تفصیلی احکامات اور اصول کتاب اللہ میں بیان فرما دیے ہیں۔ اہل علم میں سے ایک اتنی بڑی تعداد کا ہونا ضروری ہے جو اس بات کی کفایت کرتی ہو کہ اسلامی ریاست کے قیام اور استحکام سے قبل مسلم خاندانوں کو عصر حاضر میں پوری دنیا میں نظر انداز کرنے کے بجائے قرآن مجید کی بنیادوں پر انہیں تشکیل دیں تاکہ مسلم خاندان اپنی تہذیب سے لاتعلقی کی بنا پر جس انداز سے مغربی تہذیب کے ساتھ خودکشی کے راستے پر جا رہے ہیں انہیں محفوظ رکھا جا سکے۔

حوالہ جات

---

[1] تفصیل کے لیے افلاطون کی کتاب The Republic کا پانچواں باب ملاحظہ فرمائیں:
Plato, The Republic, Book 5, 3rd Printing 2018, TJ International Ltd. Padstow, United Kingdom, page 154-155

[2] افزائش نسل کے تناسب کو جاننے کے لئے ورلڈ بینک کے شماریاتی کوائف ملاحظہ فرمائیں:
https://data.worldbank.org/indicator/SP.DYN.TFRT.IN, Retrieved on 13 march 2018.

[3] اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا: لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿الحجر: 72﴾"(اے حبیبِ مکرّم!) آپ کی عمرِ مبارک کی قسم، بیشک یہ لوگ (بھی قومِ لوط کی طرح) اپنی بد مستی میں سرگرداں پھر رہے ہیں۔"

[4] الأحزاب33: 21

[5] آپ ﷺ نے اپنی امت کی کثرت کے بارے میں ارشاد فرمایا: انی مکاثر بکم الامم یعنی میں قیامت کے دن دیگر امتوں کے مقابلے میں اپنی امت کی کثرت پر فخر کروں گا۔(جامع ترمذی: باب: ما جاء في فضل الطهور، رقم الحديث :2، شرکہ مکتبه ومطبعه مصطفى بابي حلبي – مصر، طبعه ثانيه 1395ھ-1975م)

[6] خطیب، محمد بن عبد اللہ، مشکوٰۃ المصابیح: رقم الحدیث: 2035، فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور، طباعت بار اول 1986ء، ص: 463

[7] الفرقان: 30

[8] اس حوالہ سے ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری علیہ الرحمۃ نے شمالی امریکہ کے مسلمانوں میں باقاعدہ شعور بیدار کیا اور آپ ہی کی نسبت سے شمالی امریکہ میں درس شیخ کا آغاز کیا گیا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:
Muslim Communities in North America Edited by Yvonne Yazbeck Haddad and Jane Idleman Smith, State University of New York Press, August 16, 1994, Page:62-66

[9] النساء4: 3

10 النساء4: 34

11 النساء4: 23

12 البقرۃ2: 221

13 المائدۃ: 5

14 النساء4: 128

15 النساء4: 35

16 البقرۃ2: 229

17 الممتحنۃ: 10

18 علامہ محمد اسد سابقاً یہودی تھے پھر آپ نے اسلام قبول کیا۔ اس حکمت کا ذکر درج ذیل حوالہ میں موجود ہے:
Muhammad Asad, The Road to Makkah, Islamic Book Service, Darya Ganj, New Delhi, 2004, page 186-187

19 لقمان: 14

20 الإسراء: 23

21 نوح: 28

22 الإسراء: 24

23 التحریم: 6

24 الفرقان: 73

25 الصافات: 101

26 الکھف: 46

27 التغابن: 15

28 المنافقون: 9

29 الروم: 21

30 الطور: 21

31 Jewish Conspiracy and the Muslims World, Edited by Misbahul Islam Farooqi, Feb 1967, Published by Misbahul Islam Farooqi, I.G 6/3 Nazimabad Karachi, Pakistan, Page:3

32 بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب، الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت لبنان شارع سوریا، طبعۃ ثالثۃ، 1996ء، ج2، ص288

33 لقمان 13 تا 19